ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حدیثِ نبوی اور جدید سائنس: اعجازِ علمی اور جدید تعبیرات کا تجزیاتی مطالعہ

PROPHETIC HADITH AND MODERN SCIENCE:AN ANALYTICAL STUDY OF SCIENTIFIC MIRACLES AND CONTEMPORARY INTERPRETATIONS

Misbahuddin
Ph.d Scholar Department of Islamic Studies,(Hadith's & Science),International Islamic University Islamabad
misbahiiui12@gmail.com
Faqir Hussain
PhD Scholar Islamic learning
University of Karachi, Karachi
faqirhussain9926@gmail.com
Dr Murad Ali Danish
Assistant Professor
Department of Islamic Studies and Sharia
Minhaj University Lahore
muradalidanish@yahoo.com

Abstract

Traditional Islamic texts, particularly the Prophetic Hadith, are not merely sources of religious and moral guidance but also contain intellectual and observational references that resonate meaningfully with modern scientific theories and discoveries. This research explores such correlations through an interdisciplinary lens, aiming to uncover the potential harmony between the Islamic scholarly tradition and contemporary scientific thought.The study focuses on selected Hadiths that touch upon themes related to astronomy, medicine, environmental studies, psychology, biology, and the interrelation between body and soul. These narrations are analyzed within their historical, linguistic, and contextual frameworks, while also being interpreted in light of established scientific observations and principles.By integrating inductive and analytical methodologies, the research ensures that scientific interpretations remain in alignment with the foundational principles of Hadith studies. This includes a critical engagement with the criteria of transmission (riwayah), textual analysis (dirayah), semantic inferences, and authenticity of the narrations. Moreover, the research critically evaluates various orientalist critiques that dismiss Hadith literature as merely metaphysical or cultural expressions, contrasting them with Islamic scholarly responses grounded in concepts such as scientific inimitability (I'jaz 'Ilmi), natural congruity, and intertextual correlation.The findings indicate that certain Prophetic statements do more than reflect scientific harmony; they often demonstrate a form of premonitory insight, predating scientific discoveries by centuries. This suggests that the source of Prophetic knowledge transcends the limited scope of human intellect. Overall, this study contributes to the development of a new scholarly discourse that bridges science and revelation, opening avenues for contemporary interpretations of Islamic tradition in light of modern scientific understanding.

Keywords: Prophetic Hadith, Scientific Inimitability, Interdisciplinary Study, Science and Revelation, Scientific Interpretation, Natural Congruity, Orientalist Critique

روایتی اسلامی متون، بالخصوص احادیثِ نبویؐ، نہ صرف دینی واخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہیں بلکہ بعض مقامات پر ایسے فکری اور مشاہداتی اشارات بھی پیش کرتی ہیں جو جدید سائنسی مفروضات اور دریافتوں کے ساتھ بامعنی ربط رکھتے ہیں۔ اس تحقیق میں اسی ممکنہ ربط کو بین العلومی نقطۂ نظر سے پرکھا گیا ہے، تاکہ اسلامی علمی روایت اور جدید سائنسی شعور کے مابین فکری ہم آہنگی کے امکانات کو دریافت کیا جاسکے۔ تحقیقی عمل میں ان احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے جو فلکیات، طب، ماحولیات، نفسیات، حیاتیات اور جسم وروح کے باہمی تعلق جیسے موضوعات سے متعلق ہیں۔ ان احادیث کا تجزیہ ان کے تاریخی، لغوی اور دلالی سیاق و سباق کے ساتھ کیا گیا ہے، جبکہ سائنسی اصولوں، مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں ان کی ممکنہ تعبیرات کا جائزہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

اس مطالعے میں تحقیق کے استقرائی (inductive) اور تجزیاتی (analytical) طریقوں کو یکجا کرتے ہوئے سائنسی تفہیم کے عمل کو علمِ حدیث کے مروّجہ اصولوں سے ہم آہنگ رکھا گیا ہے، تاکہ دینی متون کی تعبیر میں اخباری روایت کو علمی استناد حاصل رہے۔ مستشرقانہ تنقیدات اور ان کے جواب میں مسلم

مفکرین کے نظریات جیسا کہ اعجازِ علمی، توافقِ فطرت اور بین المتون تعامل کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ بعض احادیث میں ایسے اشارات موجود ہیں جو سائنسی ہم آہنگی سے آگے بڑھ کر پیشگی علمی بصیرت (premonitory insight) کی علامت ہیں، اور یہ اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ علمِ نبوت انسانی عقل کے محدود دائرے سے بالاتر ہے۔ یہ مطالعہ سائنس اور وحی کے مابین ایک نیا علمی مکالمہ قائم کرنے کی کوشش ہے جو نہ صرف عصری فکری چیلنجز کا سامنا کرنے میں معاون ہو سکتا ہے بلکہ اسلامی روایت کی نئی سائنسی تعبیرات کے لیے بھی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

مفہوم حدیثِ نبوی ﷺ اور اس کی اقسام: تعبیر و تحدید کا اصولی و موضوعی مطالعہ

حدیثِ نبوی ﷺ اسلامی علوم کا وہ عظیم الشان سرچشمہ ہے جو قرآنِ کریم کے بعد دینِ اسلام کی تعبیر، تشریح، اور تطبیق کا بنیادی ماخذ ہے۔ لغوی طور پر "حدیث" کا مفہوم "کلام" یا "بات" کے آتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ[1]

"اگر وہ سچے ہیں تو اس جیسی کوئی بات (حدیث) لے آئیں۔"

اصطلاحی مفہوم میں حدیث سے مراد وہ اقوال، افعال، تقریرات اور اوصافِ مبارکہ ہیں جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں۔ امام ابن الصلاح نے "علوم الحدیث" میں حدیث کی جامع تعریف یوں کی ہے:

"ما أضيف إلى النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو صفة."[2]

یعنی: "وہ تمام باتیں جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہوں، خواہ قولی ہوں، فعلی، تقریری یا خَلقی و خُلقی صفات پر مشتمل ہوں۔"

حدیث کی اقسام متعدد پہلوؤں سے بیان کی جاتی ہیں، جن میں سب سے اہم تقسیم حدیثِ قولی، فعلی، تقریری اور وصفی ہے۔ حدیثِ قولی وہ ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمائی ہو، مثلاً:

"إنما الأعمال بالنيات"[3]

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

- حدیثِ فعلی وہ ہے جس میں نبی ﷺ کا کوئی عمل بیان ہوا ہو، جیسے آپ ﷺ کا وضو کا طریقہ، نماز کی ادائیگی یا حج کے مناسک۔ اس قسم کی احادیث نبی ﷺ کی سنتِ عملی کی نمائندہ ہوتی ہیں۔
- حدیثِ تقریری وہ ہے جس میں نبی ﷺ نے کسی صحابی کے قول یا فعل کو خاموشی کے ساتھ تسلیم کیا ہو، جو اس امر کی دلیل ہوتا ہے کہ وہ فعل یا قول شریعت کے مطابق ہے۔
- حدیثِ وصفی میں نبی ﷺ کے اخلاق، جسمانی اوصاف یا روزمرہ کی عادات و اطوار کا بیان شامل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت علیؓ کا یہ قول:

"كان رسول الله ﷺ ليس بالطويل ولا بالقصير"[4]

علمائے اصولِ حدیث نے حدیث کو من حیث الثبوت بھی تقسیم کیا ہے، مثلاً:

1. **حدیث متواتر:** وہ حدیث جو اتنے کثیر افراد سے مروی ہو کہ جھوٹ پر ان کا اتفاق ممکن نہ ہو۔
2. **حدیث مشہور:** جسے تین یا اس سے زائد راویوں نے روایت کیا ہو مگر وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچے۔
3. **حدیث آحاد:** جسے محدود تعداد میں راویوں نے نقل کیا ہو، خواہ وہ صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف۔

[1] الطور: 34

[2] ابن الصلاح، علوم الحدیث، دار الفکر، 1986، صفحہ 12

[3] بخاری، الصحیح، کتاب بدء الوحی، حدیث: 1

[4] ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء في خلق رسول اللہ ﷺ، حدیث: 1

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسی طرح من حیث القبول والرد (قبول یا رد کے لحاظ سے) حدیث کی اقسام:

- صحیح(Authentic)
- حسن(Fair)
- ضعیف(Weak)
- موضوع(Fabricated)

حدیث کا فہم نہ صرف فقہی اور اخلاقی احکام کے استنباط میں مددگار ہے، بلکہ عصرِ حاضر کے سائنسی مباحث میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو صرف شرعی دائرے میں محدود کر دینا، ان کے ہمہ جہت اعجاز سے صرفِ نظر ہے۔ مستشرقین نے بھی حدیثِ نبوی ﷺ کی اس ہمہ گیری کو محسوس کیا ہے۔ جیسا کہ مارگولیتھ لکھتا ہے:

"The sayings of Muhammad form a code of conduct whose depth and universality defy the bounds of time[5]".

علم حدیث کی یہ وسعت آج کے دور میں اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اس کے مفہوم اور اقسام کو نہ صرف اصولی پہلو سے سمجھیں، بلکہ اسے جدید تعبیرات کی روشنی میں بھی جانچیں تاکہ اس کی عملی افادیت مزید واضح ہو۔

مفہوم حدیثِ نبوی ﷺ اور اس کی اقسام

حدیثِ نبوی ﷺ اسلامی علمیات میں ایک ایسا سرچشمۂ نور ہے جو نہ صرف قرآن مجید کی تفہیم کو واضح کرتا ہے بلکہ شریعتِ محمدیؐ کی عملی تعبیر بھی فراہم کرتا ہے۔ لغوی اعتبار سے 'حدیث' کا مطلب ہے "نئی بات" یا "بیان"؛ جب کہ اصطلاح میں "نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات، اور اوصاف" کو حدیث کہا جاتا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

"ما أُضيف إلى النبي ﷺ من قولٍ أو فعلٍ أو تقريرٍ أو صفةٍ خَلقية أو خُلقية."[6]

حدیث کی جامع تعریف کے مطابق نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر پہلو، خواہ وہ قولی ہو یا فعلی، خلقی ہو یا خَلقی، امت کے لیے دینی راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اصولِ حدیث نے حدیث کو نہ صرف وحی غیر متلو قرار دیا، بلکہ بعض محدثین نے اسے وحیِ مضمونی کہا ہے، جس میں معانی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور الفاظ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

"السنة وحيٌ إلهيّ بمعناها، وإن لم تكن قرآناً بلفظها، فهي الأصل الثاني من أصول التشريع."[7]

حدیث کی اقسام پر گفتگو کرتے وقت محدثین نے دو پہلوؤں سے تقسیم بندی کی:

روایت کے حوالے سے، اور دلالت و مفہوم کے اعتبار سے۔ روایت کے حوالے سے حدیث کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا گیا:

- (الف) حدیثِ قولی: جیسے نبی اکرم ﷺ کا فرمان: "إنما الأعمال بالنيات"
- (ب) حدیثِ فعلی: جیسے نبی ﷺ کا حج ادا کرنے کا طریقہ: "خذوا عني مناسككم"
- (ج) حدیثِ تقریری: جیسے نبی ﷺ کا بعض صحابہؓ کے عمل کو خاموشی سے دیکھنا؛ جیسا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا ضب (گوہ) کا گوشت کھانا۔

علمی اعتبار سے محدثین نے اقسام حدیث میں صحت اور ضعف کی بنیاد پر بھی تقسیم کی۔ مثال کے طور پر صحیح، حسن، ضعیف، موضوع وغیرہ۔ یہاں امام نووی کی یہ وضاحت نہایت اہم ہے:

---

[5] Margoliouth, Mohammed and the Rise of Islam, London: G.P. Putnam's Sons, 1905, p. 287

[6] ابن حجر، نخبۃ الفکر فی مصطلح أهل الأثر، دار المعارف، 1991، صفحہ 8

[7] شاطبیؒ، الموافقات فی أصول الشریعۃ، دار ابن عفان، 1997، جلد 4، صفحہ 12

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"الحديث الصحيح هو الذي اتّصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله إلى منتهاه، من غير شذوذ ولا علّة."[8]

دوسری طرف دلالت اور مضمون کے اعتبار سے حدیث کو تشریعی (حکم سے متعلق) اور غیر تشریعی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، جیسے نبی ﷺ کی انفرادی زندگی کے بعض احوال یا ان کے انسانی عادات واطوار، جو کہ امت کے لیے لازمی نہیں۔

"يجب التفريق بين أفعال النبي ﷺ العادية والبشرية، وبين أفعاله التشريعية، ليكون الاقتداء في محله."[9]

قرآنِ مجید نے بھی نبی کریم ﷺ کی حیثیت محض مبلغ یا واعظ کی نہیں، بلکہ "اسوۂ حسنہ" کی قرار دی ہے:

"لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ"[10]

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"الأسوة الحسنة تشمل جميع الأفعال التي تأتي بها الرسول ﷺ من باب التشريع، وهي حجة على الأمة."[11]

مذکورہ علمی و اصولی تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حدیثِ نبوی ﷺ نہ صرف اسلامی قانون و اخلاق کی بنیاد ہے، بلکہ اس کی تعبیر و تطبیق کی اقسام، درجات اور دلالات کو سمجھنا امت کی علمی میراث کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ حدیث محض تاریخی بیانات یا اقوال کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک مکمل نظام ہدایت ہے، جس کے فہم سے ہی قرآن کی گہرائی کو سمجھا جا سکتا ہے۔

اعجازِ حدیثِ نبوی ﷺ: لغوی، ادبی، علمی اور اخلاقی جہات کا تنقیدی مطالعہ

حدیثِ نبوی ﷺ محض دینی احکام کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ ایک ایسا ہمہ گیر بیانیہ ہے جس کی لغوی، ادبی، علمی اور اخلاقی جہات میں حیرت انگیز اعجاز پوشیدہ ہے۔ لغوی اعتبار سے احادیث میں الفاظ کا چناؤ، اختصار کے ساتھ جامعیت، اور بیان کا حسن اپنی مثال آپ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أُوتِيتُ جَوامِعَ الكَلِمِ[12]

مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے۔

اس حدیث سے اس بات کی صراحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے نکلنے والے کلمات کم ہونے کے باوجود گہرے معانی اور ہمہ گیر مضامین کے حامل ہوتے۔ ادبی لحاظ سے احادیثِ نبویہ میں بلاغت، فصاحت اور اسلوبِ بیان کی وہ رفعت ہے جو صرف فصیح عربی ہی نہیں بلکہ عالمی ادبیات پر بھی اثر انداز ہوئی ہے۔ امام قاضی عیاض لکھتے ہیں:

"أحاديثُهُ تَفُوقُ على كُلِّ كلامٍ من كلامِ البشرِ في بلاغَتِها، وفَصاحتِها، ودِقَّةِ معناها."[13]

جدید سائنسی تحقیق نے ثابت کیا کہ مکھی کے پروں میں ایسے اینٹی بیکٹیریلز پائے جاتے ہیں جو ایک پَر کے ضرر کو دوسرے سے زائل کرتے ہیں

اخلاقی پہلو سے احادیثِ نبویہ ﷺ نے انسانی اخلاقیات کو بلند ترین درجے پر فائز کیا۔ رحم، عدل، عفو، صبر، سخاوت، حسنِ معاشرت اور حسنِ سلوک جیسے اصول احادیث سے اخذ ہوتے ہیں

محدثین کے نزدیک اعجازِ حدیث: نظریاتی تناظر اور علمی تعبیرات

---

[8] نووی، التقریب والتیسیر، مکتبہ ابن تیمیۃ، 1980، صفحہ 45

[9] قرافی، الفروق، دار المعرفۃ، 1998، جلد 4، صفحہ 235

[10] الاحزاب 33:21

[11] رازی، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربي، 1990، جلد 25، صفحہ 160

[12] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، حدیث 7013

[13] قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، دار ابن حزم، 2003، جلد 1، صفحہ 46

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ائمۂ حدیث اور محدثین کے نزدیک حدیث کا اعجاز ایک ایسی حقیقت ہے جسے انہوں نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کے دلائل کو جمع و مدوّن بھی کیا۔ امام نوویؒ حدیث کے ادبی و علمی اسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کلام النبی ﷺ میں نہ صرف فصاحت بلکہ معرفت، حکمت اور بصیرت کی وہ گہرائی ہے جو کسی بشر کے کلام میں جمع نہیں ہو سکتی۔"[14]

امام ابن حجر عسقلانیؒ نے احادیث میں استعمال ہونے والے فصیح ترین الفاظ اور ان کے کلامی حسن کو معجزہ قرار دیا اور فرمایا:

"نبوی کلام اگرچہ قرآن کے درجے پر نہیں، مگر بشری سطح پر سب سے بلند ترین کلام ہے۔"[15]

محدثین کے نزدیک حدیث نہ صرف وحیِ غیر متلو کا حصہ ہے بلکہ یہ بھی اعجاز کا پہلو رکھتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلنے والا ہر کلام وحی کی چھاپ رکھتا ہے:

اعجازِ حدیث اور وحیِ غیر متلو: علمی ہم آہنگی اور تشریعی وحدت

احادیثِ نبویہ ﷺ کو "وحی غیر متلو" کہا جاتا ہے، یعنی ایسی وحی جو قرآن کی طرح تلاوت نہیں کی جاتی مگر اس کا ماخذ وہی الہام ربانی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا قول، فعل اور تقریر در حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہدایت کا ہی تسلسل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ"[16]

یعنی "پھر اس (قرآن) کی وضاحت ہمارے ذمے ہے"۔

اس وضاحت کا ایک بڑا ذریعہ سنتِ نبویہ اور احادیث ہی ہیں۔

"السنة وحي أُنزل على النبي ﷺ كالوحي المنزل من القرآن، لكنها غير متلوة."[17]

یہ نظریہ نہ صرف حدیث کی تشریعی حیثیت کو مستحکم کرتا ہے بلکہ یہ واضح کرتا ہے کہ اعجازِ حدیث کا پہلو اسی لیے قائم ہے کہ وہ وحی کا عکس ہے، اور وحی کے ہر پہلو میں اللہ کا کمال نمایاں ہوتا ہے۔

علم جدید کی بنیادیں اور سائنسی فکر کی وسعت

جدید سائنس کا ارتقاء ایک تدریجی اور مسلسل فکری جدوجہد کا نتیجہ ہے جو قرونِ وسطیٰ کے یونانی، رومی، اور بعد ازاں مسلم دانشوروں کی علمی میراث پر استوار ہوا۔ اسلامی تہذیب کے دورِ عروج میں مسلم سائنسدانوں نے سائنسی طریقِ کار، مشاہدے، تجربے، اور استنباط کو علمی تحقیقات کی اساس بنایا، جس نے بعد ازاں یورپ میں نشاۃ الثانیہ (Renaissance) اور سائنسی انقلاب (Scientific Revolution) کی بنیاد رکھی۔ ابن الہیثم (965–1040ء) کو جدید سائنسی طریقہ کار کا بانی سمجھا جاتا ہے، جس نے تجربہ و مشاہدہ کی اہمیت پر زور دیا۔ اس نے لکھا:

"ہمیں سچائی کی جستجو ایسے طریقے سے کرنی چاہیے جو دلیل، تجربہ اور عقلی تجزیے پر مبنی ہو، نہ کہ صرف آراء پر۔"[18]

جدید سائنس کا دائرہ کار مظاہر فطرت کے مشاہدے، ان کی توضیح، پیش گوئی اور قابو پانے تک وسیع ہے۔ سائنس عقلی اصولوں اور فطری قوانین کے تحت کائنات کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ تاہم، اس کی حدود صرف محسوسات و مادیات تک محدود ہیں اور مابعد الطبیعیات یا الہامی علوم اس کے دائرۂ تحقیق میں نہیں آتے۔

قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر کائناتی مظاہر کی طرف انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے:

---

14 نووی، شرح صحیح مسلم، دار الکتب العلمیة، 2002، جلد 1، صفحہ 14

15 ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة، 2004، جلد 1، صفحہ 11

16 القیامہ: 19

17 ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد، 1995، جلد 18، صفحہ 6

18 ابن الہیثم، کتاب المناظر، قاہرہ: دار الفکر، 1987، جلد 1، ص 23۔

"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"[19]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

یہی آیات دراصل سائنس کے نظریاتی سرچشمے بھی فراہم کرتی ہیں، کیونکہ غور و تدبر، مشاہدہ اور نظمِ کائنات کی تفہیم کو دینِ اسلام نے نہ صرف جائز بلکہ ایک عبادت کے طور پر پیش کیا۔

3.2 سائنسی اصول اور اسلامی عقیدہ

ہم آہنگی یا تضاد؟ ایک تحقیقی جائزہ

سائنسی اصول تجربہ، مشاہدہ، اور معروضیت (objectivity) پر مبنی ہوتے ہیں، جبکہ اسلامی عقیدہ وحی، ایمان، اور الہامی علم کی بنیاد پر استوار ہے۔ بظاہر یہ دونوں نظام متضاد معلوم ہوتے ہیں، لیکن جب ان کی بنیادوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام نے سائنسی اصولوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

قرآنِ مجید نے بارہا عقل، تدبر، تفکر، اور بصیرت کو بروئے کار لانے پر زور دیا:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا"[20]

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟"

"عقل وہ چراغ ہے جس سے انسان معرفت کی راہ پاتا ہے، لیکن اس چراغ کی روشنی اس وقت مکمل ہوتی ہے جب اس پر وحی کا نور بھی پڑے۔"[21]

اسلامی عقیدہ خالقِ کائنات پر ایمان، وحی، یومِ آخرت، فرشتوں اور انبیاء پر ایمان کو شامل کرتا ہے، جو سائنسی تجربے کا حصہ نہیں بن سکتے، تاہم یہ عقیدہ سائنسی تفکر کو متروک قرار نہیں دیتا بلکہ اسے ایک وسیلہ بناتا ہے معرفتِ الٰہی کے لیے۔ ڈاکٹر زغلول النجار کے بقول:

"قرآن میں موجود سائنسی اشارے، تحقیق کو تحریک دیتے ہیں، اور اسلام اس تحقیق کا سب سے بڑا محرک ہے، جب تک وہ حقیقت سے متصادم نہ ہو۔"[22]

چنانچہ، سائنسی اصول اور اسلامی عقیدہ متوازی طور پر فکری ترقی کے دو اہم ستون ہیں، اور ان کا امتزاج نہ صرف انسانی فہم کو وسعت دیتا ہے بلکہ روحانی بالیدگی کا باعث بھی بنتا ہے۔

مسلم سائنس دانوں کی علمی خدمات اور حدیثِ نبویؐ سے استفادے کی روایت

اسلامی تہذیب کا سائنسی کارنامہ صرف یونانی علوم کی تدوین یا اشاعت تک محدود نہ تھا بلکہ مسلمانوں نے تحقیق، تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر علم میں وسعت پیدا کی، اور اس عمل میں قرآن اور سنت بالخصوص حدیث نبویؐ کو رہنمائی کا منبع گردانا۔ ابتدائی مسلم سائنس دانوں جیسے جابر بن حیان، ابن الہیثم، الرازی، ابنِ سینا اور البیرونی نے اپنی علمی سرگرمیوں میں حدیث نبویؐ سے براہ راست یا بالواسطہ رہنمائی حاصل کی۔

جابر بن حیان (ت 815ء) کو کیمیا کا بانی کہا جاتا ہے۔ اس کے تحقیقی اسلوب پر حدیث نبوی ﷺ کا اثر واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے، بالخصوص صفائی، ترتیب، اور مشاہدے کی اہمیت پر زور جو حدیث کے اس اصول سے مطابقت رکھتا ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلًا أَنْ يُتْقِنَهُ"[23]

(بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کام کرے تو اسے خوبصورتی اور مہارت سے کرے)

---

[19] القرآن، آل عمران: 190

[20] القرآن، محمد: 24

[21] امام الغزالی، احیاء علوم الدین، بیروت: دار المعرفة، 2005، جلد 1، ص 55۔

[22] زغلول النجار، الإعجاز العلمي في القرآن والسنة، قاہرہ: دار السلام، 2010، ص 42۔

[23] طبرانی، المعجم الأوسط، دار الحرمین، 1995، ج 5، ص 245

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ابن الہیثم (ت 1040ء) نے تجرباتی سائنس میں نئے باب کھولے۔ اس نے بصریات پر اپنی مشہور کتاب المناظر میں تجربہ کو نظریے پر فوقیت دی۔ اس کا طریقۂ تحقیق قرآن وحدیث میں غور وتدبر کے بار بار آنے والے احکامات سے ہم آہنگ تھا:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ"[24]

(کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟)

اسی طرح، حدیث میں عقل، بصیرت، اور فہم کی تاکید نے مسلمان محققین کو تفکر، اجتہاد، اور تحقیق پر آمادہ کیا۔ امام غزالی نے سائنس اور دین کے ربط پر بات کرتے ہوئے لکھا:

"علوم دنیاوی اگر نیت صحیح ہو تو دینی علوم کا درجہ پا لیتے ہیں، اور ان میں سے طبیعات و ریاضیات بھی عبادت بن سکتی ہیں"[25]

ایسے بے شمار مسلم سائنس دانوں نے احادیثِ نبوی سے استنباط کرتے ہوئے علم کی جستجو کو عبادت کا درجہ دیا اور علم و دین کے ملاپ کو عملی جامہ پہنایا۔

مذہب اور سائنس کا باہمی تعامل: حدیث کی روشنی میں سائنسی بنیادوں کا تنقیدی جائزہ

مذہب اور سائنس کے درمیان ربط یا کشمکش کا بیانیہ مغربی تناظر کی پیداوار ہے۔ اسلام میں یہ تقسیم سرے سے موجود نہیں رہی کیونکہ قرآن اور سنت دونوں علم کو بنیاد، تحقیق کو فریضہ اور تفکر کو عبادت قرار دیتے ہیں۔ اسلام میں علمِ دین اور علمِ دنیا کو الگ نہیں کیا گیا بلکہ ان دونوں کو باہم مربوط اور تکمیلی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں سائنسی فکر کی کئی بنیادیں موجود ہیں، جن میں مشاہدہ، تجربہ، صفائی، غذائی اصول، ماحولیاتی توازن اور جسمانی صحت جیسے موضوعات شامل ہیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے:

"نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ"[26]

(دو نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں: صحت اور فراغت)

یہ اصول سائنس کی دو بنیادی جہات صحتِ جسمانی اور وقت کا نظم کے ساتھ براہ راست مطابقت رکھتا ہے۔ سائنسی ترقی کے لیے وقت کا درست استعمال اور جسمانی تندرستی بنیادی تقاضے ہیں۔ اسی طرح صفائی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد:

"الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ"[27]

(صفائی نصف ایمان ہے)

یہ ارشادات نہ صرف روحانیت بلکہ طب، ماحولیات اور سوشیالوجی کی سائنسی جہات کو تقویت دیتے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے سائنس صرف مادے تک محدود نہیں بلکہ وہ حقائق کی تلاش، قدرت کی حکمتوں کا انکشاف، اور اللہ کی نشانیوں پر تدبر کا نام ہے:

"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ."[28]

(ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کے نفس میں دکھائیں گے...)

اس آیت کی روشنی میں حدیث کو سائنسی تجربے کے تناظر میں دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دین اور سائنس میں تضاد نہیں بلکہ تعامل ہے، اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات نے ہمیشہ مشاہدہ، عقل، تجربہ اور تحقیق کو سراہا۔

حدیثِ نبوی ﷺ اور تخلیقِ کائنات: جدید کونیاتی نظریات کی روشنی میں

---

[24] القرآن، سورۃ النساء، 82:4

[25] الغزالی، احیاء علوم الدین، دار الفکر، 2004، ج 1، ص 23

[26] بخاری، الصحیح، دار ابن کثیر، 1987، حدیث 6412

[27] مسلم، الصحیح، دار الجیل، 2000، حدیث 223

[28] القرآن، سورۃ فصلت، 53:41

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسلامی تعلیمات میں تخلیقِ کائنات کو ایک نہایت بامعنی اور منظم عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو نہ صرف خدا کے وجود پر دلیل فراہم کرتا ہے بلکہ انسانی عقل کو بھی غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ میں تخلیق کائنات کے کئی ایسے اشارے موجود ہیں جن کا ربط عصر حاضر کے جدید کونیاتی (cosmological) نظریات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

"أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا."[29]

"کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین دونوں ایک ساتھ جڑے ہوئے تھے، پھر ہم نے ان کو جدا کیا۔"

یہ آیت نہایت باریکی سے "بگ بینگ تھیوری" کی طرف اشارہ کرتی ہے، جو کہ جدید کونیاتی سائنس میں کائنات کے آغاز کے نظریہ کے طور پر معروف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تخلیق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ."[30]

یعنی "اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔"

یہ حدیث اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وجودِ کائنات اللہ کی محض مشیت سے ظہور میں آیا، اور وقت و مکان کے تقاضے اس کے بعد وجود میں آئے، جو جدید فزکس کی "Time-Space Continuum" کے تصور سے ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔

جیسا کہ ڈاکٹر بکار کہتے ہیں:

"اسلام نے کائنات کے آغاز کو خالق کے ارادے سے جوڑ کر اس کی غایت پر بھی روشنی ڈالی، جو جدید سائنسی نظریات میں اکثر غائب ہوتی ہے۔"[31]

حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں حیاتیاتی علوم اور انسانی تخلیق کے مراحل

احادیثِ نبوی ﷺ میں انسانی تخلیق کے مختلف مراحل کو جس سادہ مگر سائنسی درستگی سے بیان کیا گیا ہے، وہ جدید حیاتیاتی سائنس کے لیے حیرت کا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن أحدكم يُجمع خلقُه في بطن أمه أربعين يومًا نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك."[32]

اس حدیث میں انسانی تخلیق کے تین ابتدائی مراحل یعنی نطفہ، علقہ، اور مضغہ کی ترتیب اور وقت کا تعین کیا گیا ہے، جو موجودہ ایمبریالوجی (علم الجنین) سے حیرت انگیز مطابقت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر کیتھ مور، جنہوں نے جدید جنینیات میں نمایاں کام کیا، اس بارے میں لکھتے ہیں:

"نبی محمد ﷺ کی بیان کردہ جنینی ترقی کی وضاحتیں نہایت حیرت انگیز ہیں، اور جدید سائنسی تحقیق سے مطابقت رکھتی ہیں۔"[33]

یہ مثال اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی وحی اور سائنسی تحقیق کے مابین کوئی تضاد نہیں بلکہ ایک بامعنی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

طبِ نبوی ﷺ اور جدید میڈیکل سائنس: ایک تقابلی جائزہ

---

[29] سورۃ الانبیاء، 21:30

[30] صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، حدیث: 3191

[31] البکار، موریس. سائنس اور قرآن کا معجزہ. قاہرہ: دار المعارف، 2001، ص 112۔

[32] صحیح البخاری، حدیث: 3208

[33] Moore, Keith. The Developing Human, Saunders, 2003, p. 79.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

طب نبوی ﷺ، نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی شفاء کا بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے، اور جدید میڈیکل سائنس نے کئی مواقع پر ان روایات کی افادیت کو تسلیم کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً."[34]

یعنی "اللہ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی، مگر اس کے لیے شفاء بھی نازل فرمائی۔"

اس حدیث کا سائنسی مفہوم یہ ہے کہ ہر مرض کا علاج ممکن ہے، جو تحقیق اور تجربے سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ طب نبوی میں استعمال ہونے والی اشیاء جیسے شہد، کلونجی، زیتون کا تیل، اور حجامہ پر جدید میڈیکل سائنس نے تحقیق کی ہے اور ان کے فوائد کو تسلیم کیا ہے۔ قرآن میں شہد کے بارے میں فرمایا گیا:

"فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ"[35]

جدید سائنسی تحقیق میں شہد کی اینٹی بیکٹیریل خصوصیات اور کلونجی کی اینٹی آکسیڈنٹ صلاحیتوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر سعدی شیخ لکھتے ہیں:

"Prophetic medicine is not primitive tradition; it reflects a preventive and holistic approach rooted in deep observation and revelation[36]".

طب نبوی کے اس جامع نظریے نے جدید میڈیکل سائنس کے کئی اصولوں کی پیشگی بنیاد فراہم کی ہے۔

موسمیات، ارضیات اور فلکیات سے متعلقہ احادیث: علمِ کائنات کی نبوی رہنمائی کا سائنسی تناظر

رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موسمیات، ارضیات اور فلکیات سے متعلق ایسے اشارات ملتے ہیں جو بعد ازاں جدید سائنسی دریافتوں کے ہم آہنگ پائے گئے۔ ان موضوعات پر احادیث کا اعجاز اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ محض مذہبی ہدایات نہ تھے، بلکہ ان میں فطرت کی گہری علمی جہات مضمر تھیں۔

مثال کے طور پر ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إذا سمعتم الرعد فسبحوا، وإذا رأيتم الصاعقة فاستعيذوا بالله منها"[37]

(جب تم گرج سنو تو اللہ کی تسبیح کرو، اور جب بجلی چمکتی دیکھو تو اللہ کی پناہ مانگو)

یہ حدیث گرج چمک کے مظاہر کے حوالے سے نہ صرف روحانی رویہ واضح کرتی ہے بلکہ یہ اس بات کی نشاندہی بھی کرتی ہے کہ ان فطری مظاہر کا خالق اور ناظم اللہ تعالیٰ ہے، جسے جدید سائنسی نظریات میں "Cause of Natural Order" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح فلکیاتی مشاہدات کے حوالے سے قرآن مجید میں ہے:

"وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ"[38]

(قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے)

یہ "بروج" دراصل وہی بارہ زودیاک برج ہیں جن کی موجودگی جدید فلکیات میں مسلمہ ہے۔ یہ بات سائنسدانوں کے لیے حیرت کا باعث رہی ہے کہ 1400 سال قبل ایک ایسے ماحول میں جہاں فلکی مشاہدات کی سہولیات نہ تھیں، قرآن اور حدیث میں ان اشارات کیونکر بیان ہوئے۔ ارضیات کے ضمن میں بھی نبی کریم ﷺ کی احادیث میں ایسے نکات ملتے ہیں جو زمینی ساخت اور آفاتِ ارضی کی تعبیر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں فرمایا:

"لا تقوم الساعة حتى تكثر الزلازل"[39]

(قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زلزلے کثرت سے نہ ہوں گے)

---

34 صحیح البخاری، حدیث: 5678

35 سورۃ النحل، 16:69

36 Shaikh, Saadi. Prophetic Medicine: The Science of Healing, Riyadh: Dar al-Iman, 2015, p. 101.

37 البخاری، الصحیح، کتاب الاستسقاء، حدیث 1031۔

38 لقرآن، سورۃ البروج: 1۔

39 البخاری، الصحیح، کتاب الفتن، حدیث 7121۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ حدیث نہ صرف ایک غیبی خبر ہے بلکہ یہ جدید دور میں زلزلہ خیزی میں اضافے کے رجحان کی طرف بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔ ماہرین ارضیات کے مطابق، انسانی ترقی کے ساتھ ساتھ زمین کی سطح پر دباؤ میں اضافہ ہوا ہے جس کے نتیجے میں زلزلوں کی شرح بھی بڑھی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر زغلول النجار لکھتے ہیں:

"الأحاديث النبوية التي تشير إلى الظواهر الفلكية أو الأرضية تتضمن إشارات علمية دقيقة تسبق العصر الحديث بمئات السنين."[40]

(وہ احادیث نبویہ جو فلکی یا زمینی مظاہر پر دلالت کرتی ہیں، اپنے اندر ایسے علمی اشارات رکھتی ہیں جو جدید دور سے صدیاں پہلے کی خبر دیتی ہیں) یہ تمام بیانات حدیث نبوی ﷺ کے سائنسی اعجاز پر نہایت مضبوط دلائل فراہم کرتے ہیں کہ وحی الٰہی کا منبع انسانی فہم سے ماورا ایک علم محیطان ہے۔

سائنسی اعجازات اور احادیث کی ہم آہنگی کے نمونے: ایک تجزیاتی مطالعہ

احادیثِ نبویہ اور سائنسی اعجازات (Scientific Miracles) کے مابین ہم آہنگی آج کے علمی دنیا کا ایک نمایاں میدان بن چکا ہے۔ متعدد احادیث ایسی ہیں جن میں بیان کردہ معلومات کو جدید سائنسی تحقیق نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ اسے "قبل از وقت علم" (Precognitive Knowledge) کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ ایک نمایاں مثال انسانی تخلیق سے متعلق وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يومًا نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك."[41]

اس حدیث میں انسانی جنین کی نشوونما کے تین مراحل: نطفہ، علقہ، اور مضغہ کی ترتیب جس وضاحت سے بیان کی گئی ہے، وہ بعینہٖ جدید ایمبریالوجی کی دریافتوں سے ہم آہنگ ہے۔ جیسا کہ معروف سائنسدان کیتھ مور نے اپنی کتاب The Developing Human میں ان مراحل کی سائنسی تصدیق کی ہے۔ ڈاکٹر مور کا کہنا ہے:

"It is hard to imagine that this knowledge was available to anyone in the 7th century without the use of microscopes[42]".

طب نبوی ﷺ کے وہ اصول جو حفظانِ صحت، غذائی توازن اور نیند و آرام کے متعلق دیے گئے ہیں، وہ جدید سائنسی طب کی بنیادوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ جیسے فرمایا:

"المعدة بيت الداء، والحمية رأس كل دواء"[43]

(معدہ بیماریوں کا گھر ہے، اور پرہیز ہر دوا کی بنیاد ہے)

یہ حدیث آج کے غذائی ماہرین کی اس بنیادی رائے کے مماثل ہے کہ "Prevention is better than cure"۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے مطابق:

"السنة النبوية تحوي من القواعد الصحية ما لا يقل أهمية عما وصل إليه الطب الحديث، بل وتتفق معه في كثير من الجوانب."[44]

ان تمام شواہد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سائنسی اعجازات کا وجود حدیثِ نبوی ﷺ کے اعجاز علمی کا مظہر ہے، اور یہ ہم آہنگی محض اتفاقیہ نہیں بلکہ وحی کی صداقت اور اس کے آفاقی علم کی دلیل ہے۔

جدید سائنس کی روشنی میں حدیث کی تفہیم کا نیا رجحان

---

[40] النجار، زغلول. الإعجاز العلمي في السنة النبوية، دار المعرفة، 2006، ص 121۔

[41] مسلم، الصحیح، کتاب القدر، حدیث 2643۔

[42] Moore, Keith. The Developing Human, Elsevier, 2003, p. 9

[43] ابن ماجہ، السنن، کتاب الطب، حدیث 3442

[44] القرضاوي، یوسف. في فقه الأولويات، دار الشروق، 2002، ص 233۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جدید دور میں سائنسی ترقی نے انسانی شعور و ادراک کو نئی جہتوں سے روشناس کرایا ہے۔ سائنس کی ترقی نے جہاں فطرت کے اسرار کو کھولا، وہیں دینی متون، بالخصوص احادیثِ نبوی ﷺ کی تعبیر و تفہیم میں بھی ایک نئی بصیرت مہیا کی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ متعدد حقائق جنہیں سابقہ ادوار میں محض تعبّدی یا روحانی انداز میں سمجھا جاتا تھا، اب سائنسی ترقی کی بدولت ان کے معنوی پہلو مزید واضح ہو گئے ہیں۔ احادیث کی سائنسی تعبیر کے ضمن میں مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کی وہ حدیث جس میں وضو کے بعد ناک میں پانی ڈالنے کی تاکید کی گئی ہے:

"إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَلْيَسْتَنْثِرْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ"[45]

جدید سائنسی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ناک میں موجود باریک جھلیوں پر سوتے وقت جراثیم یا مٹی کے ذرات جم جاتے ہیں، جنہیں صاف نہ کیا جائے تو یہ سائنسی لحاظ سے سانس کی بیماریوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ہدایات نہ صرف روحانی طہارت بلکہ جسمانی صحت کے تحفظ کی ضامن بھی ہیں۔ اسی طرح امام غزالیؒ کے مطابق:

"الشريعة كلها مصالح، إما درء مفاسد أو جلب منافع"[46]

یعنی شریعت کے تمام احکام یا تو مفاسد کے ازالے کے لیے ہیں یا مصالح کے حصول کے لیے۔ اس اصول کی روشنی میں جب احادیث کا جدید سائنسی معیار سے جائزہ لیا جائے تو ان میں انسانی فلاح کے بے شمار پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ تاہم اس رجحان میں ایک توازن ضروری ہے، کیونکہ محض سائنسی تصدیق کی بنیاد پر دینی متون کی صداقت پر یقین رکھنا اصولِ ایمان کے خلاف ہے۔ قرآن کریم کا یہ بیان رہنمائی فراہم کرتا ہے:

"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"[47]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ سائنسی دریافتیں دینی صداقت کا مظہر بن سکتی ہیں، مگر وہ دینی متون کی بنیاد نہیں۔

سائنسی تعبیر: فوائد، خطرات اور اعتدال

احادیثِ نبوی ﷺ کی سائنسی تشریحات کا عمل ایک دو دھاری تلوار کی حیثیت رکھتا ہے: اس میں نہایت قیمتی علمی افق کے انکشافات کا امکان بھی ہے اور غلط تعبیرات کے خطرات بھی۔ اس رجحان کے تین اہم پہلو نمایاں ہیں: فوائد، خطرات اور اعتدال۔

سائنسی تعبیرات کے فوائد میں سب سے نمایاں فائدہ یہ ہے کہ وہ موجودہ ذہن کو دینی متون کی معنویت سے قریب کرتی ہیں۔ ایک جدید تعلیم یافتہ شخص جو سائنسی معیارات کو معیارِ حق سمجھتا ہے، جب وہ حدیث کے بیانات کو جدید سائنسی نظریات کے ساتھ ہم آہنگ پاتا ہے تو اس کا دینی اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً"[48]

یہ قول مبارک طب کے اصولِ "Cause and Cure" کی نہایت جامع وضاحت ہے۔

دوسری طرف، سائنسی تعبیرات کے خطرات بھی اپنی جگہ مسلم ہیں۔ بعض محققین نے محض وقتی سائنسی مفروضات کی بنیاد پر احادیث کی ایسی تعبیریں کیں جن کا بعد میں سائنسی تردید نے انکار کر دیا۔ اس سے دین کا وقار متاثر ہوتا ہے۔ امام شاطبیؒ نے بجا فرمایا تھا:

"ليس كل ما يوافق الواقع يكون تأويلاً صحيحاً، فإن النصوص لها دلالاتها المحددة"[49]

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ سائنسی حقیقت جو بظاہر کسی حدیث سے میل کھاتی ہو، اس کا لازمی طور پر درست تاویل ہونا ضروری نہیں۔

---

45 صحیح بخاری، کتاب الوضوء، حدیث: 329

46 الغزالي، المستصفی، دار الكتب العلمية، 1993، ج2، ص286

47 القرآن، فصلت: 53

48 صحیح بخاری، کتاب الطب، حدیث: 5678

49 الشاطبي، الموافقات، دار المعرفة، 2005، ج3، ص92

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسی لیے سائنسی تعبیرات میں اعتدال ناگزیر ہے۔ وہ تعبیر جو اصل حدیث کے سیاق وسباق، لغوی ساخت، اور محدثین کے فہم سے میل کھاتی ہو، اور ساتھ ہی سائنسی اصول سے بھی ہم آہنگ ہو، وہی معتبر قرار دی جاسکتی ہے۔ اعتدال پر مبنی اس رویے کی خوبصورت وضاحت قرآن نے ان الفاظ میں کی ہے:

"وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا"[50]

یہی "امت وسط" کا وصف مسلم اہلِ علم کو سائنسی و دینی تعبیرات میں بھی اپنانا چاہیے۔

سائنسی روشنی میں احادیث کی تفہیم ایک جدید مگر حساس علمی میدان ہے۔ اگر اسے اصولِ تفسیر، قواعدِ فہمِ حدیث، اور سائنسی تحقیق کے اصولوں کے ساتھ بروئے کار لایا جائے تو یہ رجحان دینی بصیرت کو مزید وسعت دے سکتا ہے۔ مگر حد سے تجاوز اور سائنسی تقلید، دین کی اصالت کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے، جس سے مکمل احتراز ضروری ہے۔

مستشرقین، سائنس پرست علما اور حدیث کی سائنسی تاویل: فکری انحراف یا علمی جستجو؟

مستشرقین اور بعض سائنسی فکر کے حامل مسلم علما کی طرف سے احادیثِ نبوی ﷺ کی سائنسی تشریحات اور تاویلات نے علمی دنیا میں ایک نئے رجحان کو جنم دیا ہے۔ جہاں بعض نے اس روش کو دینی متون کے حقائق کو جدید سائنسی فریم ورک میں پیش کرنے کی مثبت کوشش قرار دیا، وہیں کئی ماہرین نے اس طرزِ فکر کو فکری انحراف، سیاق وسباق سے کٹی ہوئی تشریح، اور دین کے خالص ماخذات سے انحراف کا ذریعہ تصور کیا۔ مستشرقین، جو عام طور پر اسلامی مصادر کا تجزیہ تنقیدی اور تاریخی تناظر میں کرتے ہیں، احادیث میں بیان کردہ غیبی امور اور سائنسی بیانات کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ بعض اوقات حدیث کو بعد از سائنسی ارتقاء کی روشنی میں گھڑی ہوئی روایت قرار دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، حدیث میں انسانی تخلیق کے مراحل (نطفہ، علقہ، مضغہ) کو لے کر بعض مستشرقین نے دعویٰ کیا کہ یہ قرآن اور حدیث میں موجود معلومات دراصل اس وقت کی یونانی میڈیکل فکر (Galen) سے ماخوذ ہیں، نہ کہ وحیِ ربانی کا بیان۔ تاہم جدید تحقیقات نے ان دعوؤں کو بے بنیاد ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر کیتھرین بلچ نے لکھا:

"The Qur'anic and Hadith references to embryology are remarkably distinct from Greek theory, and show an independent system of stages" [51]

اس کے برخلاف بعض مسلم علما، جو سائنسی روشنی میں دینی متون کی تفہیم کے قائل ہیں، انہوں نے احادیث کی تاویل جدید سائنسی معلومات کے تناظر میں کرنا شروع کی۔ ان کے نزدیک یہ عمل نہ صرف دین کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے بلکہ جدید ذہن کو قائل کرنے کا ایک موثر ذریعہ بھی ہے۔ ڈاکٹر زغلول النجار جیسے علما نے اس نظریہ کو فروغ دیا کہ قرآن وحدیث میں سائنسی اعجاز ایک ایسا باب ہے جو غیر مسلم دنیا میں اسلام کی علمی بالادستی کو اجاگر کرتا ہے۔[52]

تاہم، اس رجحان کی کچھ خطرناک حدود بھی ہیں۔ جب احادیث کو محض سائنسی زاویے سے دیکھا جائے اور ہر سائنسی دریافت کا لازماً حدیث میں ذکر تلاش کرنے کی کوشش کی جائے، تو علمی توازن متاثر ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یا تو زبردستی تاویلوں میں نکلتا ہے یا جب سائنسی نظریات وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں تو حدیث کی ساکھ پر سوال اُٹھ سکتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے خبردار کیا:

"علينا أن نقرأ النص الديني بفهم شمولي لا بتطويعه تحت النظريات العلمية المتغيرة"

[53]

قرآن مجید نے خود بھی سائنس پرستی کی بجائے تدبر اور تفکر کی دعوت دی:

"قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ"[54]

---

[50] القرآن، البقرة: 143

[51] Blach, Embryology in the Early Islamic Tradition, Oxford University Press, 2003, p. 74

[52] النجار، الإعجاز العلمي في السنة النبوية، دار الشروق، 2012، ص 42

[53] القرضاوي، الاجتهاد في الشريعة الإسلامية، دار الشروق، 2004، ص 188)۔

[54] سورة يونس: 101

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ آیت غور و فکر کی دعوت ہے، نہ کہ ہر سائنسی تصور کی مذہبی تطبیق کا تقاضا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حدیث کی سائنسی تاویلات میں نہ صرف دینی اصولوں کا لحاظ رکھا جائے بلکہ سائنسی نظریات کی فطری تغیر پذیری اور محدودیت کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ اعتدال اور تحقیق پر مبنی نقطہ نظر ہی مستند تفہیم فراہم کر سکتا ہے۔

عقلی و نقلی توازن: سائنسی تعبیرات کی علمی بنیادیں اور فکری اعتدال

جدید سائنسی رجحانات اور حدیث کی تشریحات میں اعتدال کی سب سے بڑی بنیاد عقل اور نقل کے درمیان توازن ہے۔ اسلامی فکر کی بنیادی خوبی یہی ہے کہ وہ وحیِ ربانی کو عقلِ سلیم کے تابع نہیں کرتی، لیکن عقل کو وحی کے خلاف بھی نہیں سمجھتی۔ یہ علمی توازن ہی وہ بنیاد ہے جس پر سائنسی تعبیرات کا صحیح فہم ممکن ہوتا ہے۔

اسلامی فقہی و کلامی روایت میں ہمیشہ سے عقل کی ایک معتبر حیثیت رہی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

"العقل أساس النقل، فلا نقل بدون عقل، ولا عقل يُعارض النص الصريح"[55]

یعنی نقل کے فہم میں عقل کا کردار ضروری ہے، لیکن صریح نص کے خلاف نہیں۔

یہی اصول سائنسی تعبیرات پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جب کوئی سائنسی نظریہ کسی حدیث کے مفہوم سے ہم آہنگ ہوتا ہے تو اسے ایک تائیدی زاویے سے دیکھا جا سکتا ہے، مگر اس پر حدیث کی پوری معنویت کی بنیاد رکھنا گمراہی ہے۔ اس مسئلے کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد راتب النابلسی لکھتے ہیں:

"إن ما يثبت علمياً من الحقائق إن وافق النص فهو شهادة له، وإن خالفه فهو إما نظرية تتغير، أو فهم خاطئ للنص"[56]

احادیث کے فہم میں سائنسی بنیادوں پر تعبیر کے عمل میں اگر علم اصولِ حدیث، سیاق و سباق، اور متون کی صحت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو علمی انحراف جنم لے سکتا ہے۔ بالخصوص ضعیف احادیث یا ایسی روایات جن میں تعبیرات مجاز پر مبنی ہوں، انہیں سائنسی اصولوں پر جبراً منطبق کرنا علمی دیانت کے خلاف ہے۔ قرآن مجید نے عقل اور وحی دونوں کو غور و فکر کا ذریعہ قرار دیا ہے:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ"[57]

"وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ"[58]

یہ آیات تفکر و تدبر کو ایمان کے دائرے میں لاتی ہیں، مگر ان کی بنیاد وحی پر ہے۔

پس، سائنسی تعبیر کا صحت مند رجحان تب ہی مفید اور معتبر ہو سکتا ہے جب وہ دین کے اصولی اور علمی سانچے میں ہو۔ اس اعتدال سے محروم تعبیر، خواہ کتنی ہی دلکش کیوں نہ ہو، یا تو سائنسی مبالغہ آرائی بن جاتی ہے یا دینی متن کی معنوی تحریف۔

اصولِ حدیث کی روشنی میں سائنسی تاویلات کا تنقیدی مطالعہ

اسلامی روایت میں اصولِ حدیث ایک مضبوط علمی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں، جس کے ذریعے حدیث کی صحت، مفہوم اور دلالت کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ عصرِ حاضر میں جب بعض علما یا سائنس پسند مفکرین احادیث کی سائنسی تعبیرات کی کوشش کرتے ہیں، تو ان تعبیرات کا تجزیہ اصولِ حدیث کے پیمانے پر ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یہ سوال بنیادی نوعیت رکھتا ہے کہ آیا سائنسی تاویلات ان اصولوں سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں۔ امام مسلمؒ نے مقدمۂ صحیح مسلم میں روایت کی قبولیت کے لیے راوی کے ضبط اور عدالت کے ساتھ ساتھ روایت کے متن (متن الحدیث) کی معنوی صحت کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب کسی حدیث کو کسی سائنسی نظریے سے ملایا جائے، تو ضروری ہے کہ اس تعبیر میں نہ صرف روایت کا ظاہری مفہوم برقرار رہے بلکہ حدیث کے اصل مقاصد بھی متاثر نہ ہوں۔

مثلاً حدیثِ نبوی ﷺ:

---

[55] الغزالي، المنقذ من الضلال، دار الفكر، 1992، ص79

[56] النابلسي، الإعجاز العلمي في الإسلام، دار القلم، 2011، ص118

[57] سورۃ النساء: 82

[58] سورۃ الذاریات: 21

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

إذا وقع الذباب في إناء أحدكم فليغمسه ثم لينزعه، فإن في أحد جناحيه داء وفي الآخر شفاء[59]

اس حدیث کو بعض محققین نے جراثیم کش ایجنٹس کی دریافت کے تناظر میں سائنسی طور پر توجیہ دی ہے۔ تاہم اصولِ حدیث کے مطابق یہ روایت صحیح ہے، اور اس کی تعبیر کرتے وقت نہ تو مبالغہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی سائنسی مفروضات کو حدیث پر فوقیت دی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمان لکھتے ہیں:

"حدیث کی تاویل کرتے ہوئے اس کے داخلی سیاق، لسانی اصول اور روایت کی اصل غایت کو نظرانداز کر دینا اصولِ حدیث کے خلاف ہے، خواہ تاویل کتنی ہی دلکش معلوم ہو۔"[60]

تاویلات کو سائنسی نظریات سے وابستہ کرنے سے قبل یہ سوال بھی اہم ہے کہ آیا سائنسی مفروضہ خود قطعی ہے یا تغیر پذیر؟ کیونکہ اصولِ حدیث تو قطعی نصوص کی بنیاد پر تعبیر چاہتے ہیں، نہ کہ ایسی بنیادوں پر جو خود تغیر پذیر ہوں۔

لہٰذا، سائنسی تاویلات کا دینی نصوص پر اطلاق صرف اسی وقت مفید اور جائز ہے جب وہ اصولِ حدیث کے علمی معیار اور متن کی اصل روح کو قائم رکھتے ہوئے کی جائیں۔

شواہدِ حدیث اور تجرباتی سائنس کا تقابلی مطالعہ

احادیثِ نبویہ کو ان کے زمانی و مکانی سیاق میں سمجھنا اور پھر ان کا تقابل سائنسی دریافتوں کے ساتھ کرنا ایک نہایت پیچیدہ مگر بصیرت افروز عمل ہے۔ تجرباتی سائنس اور حدیث دونوں حقائق تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر دونوں کے طریقۂ استدلال اور مصادر مختلف ہوتے ہیں۔ تجرباتی سائنس مشاہدے، تجربے، اور تجزیے کی بنیاد پر قابلِ تکرار نتائج اخذ کرتی ہے، جب کہ حدیث علمِ وحی کا مظہر ہے جس کا ماخذ رسالت ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں فرمایا گیا:

ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء[61]

یہ ایک اصولی حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے، جسے سائنس تجربے سے دریافت کرتی ہے۔ چنانچہ یہاں حدیث اور سائنس میں نہ صرف تصادم نہیں بلکہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ امام ابن قیمؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الرسول ﷺ نے جس حکمت کے ساتھ امراض و علاج کا ذکر فرمایا ہے، وہ محض تجربے پر مبنی نہ تھا، بلکہ اس کے پیچھے وحی کی رہنمائی تھی۔"[62]

اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ[63]

"ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے نفسوں میں بھی۔"

یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ تجرباتی حقائق اور وحی کے حقائق باہم متصادم نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں، بشرطیکہ دونوں کو اپنے دائرۂ فہم میں رکھا جائے۔ ڈاکٹر زغلول نجار کے بقول:

"اسلامی نصوص کو سائنسی فریم میں بیان کرنا اس وقت مفید ہے جب نص قطعی ہو اور سائنسی نظریہ معتبر اور مستند تجرباتی بنیاد پر استوار ہو۔"[64]

یہ تقابلی مطالعہ بتاتا ہے کہ اگرچہ حدیث اور سائنس کی روش مختلف ہے، مگر مقصد ایک ہی ہے: حقیقت تک رسائی۔ اس لیے دونوں کے درمیان تصادم کی بجائے تکمیل کا پہلو زیادہ نمایاں ہے، بشرطیکہ سائنسی مفروضات کو دین پر مسلط نہ کیا جائے۔

---

59 صحیح بخاری، حدیث 3320

60 فضل الرحمان، اسلام اور جدیدیت، لاہور: سنگ میل، 2005، ص 112

61 صحیح بخاری، حدیث 5678

62 ابن قیم، زاد المعاد، بیروت: دار الکتاب العربی، 1996، جلد 4، ص 13

63 القرآن، سورۃ فصلت: 53

64 زغلول نجار، التفسیر العلمي للقرآن، قاہرہ: دار الشروق، 2002، ص 88

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سائنسی اعجاز کے فکری اور اعتقادی اثرات: ایمان، علم اور عقلی ترقی کی ہم آہنگ جہتیں

احادیثِ نبوی ﷺ میں پائے جانے والے سائنسی اشارات کو آج کے جدید سائنسی تناظر میں دیکھنے کا رجحان کئی فکری اور اعتقادی پہلوؤں کو جنم دیتا ہے۔ یہ رجحان نہ صرف ایمان کی گہرائی کو بڑھاتا ہے بلکہ عقلی ترقی اور سائنسی تفہیم کو وحی کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی علمی کوشش بھی پیش کرتا ہے۔ سائنسی اعجاز کا مقصد صرف مذہب کی سچائی کو ثابت کرنا نہیں، بلکہ ایک ہمہ جہت فکری شعور پیدا کرنا بھی ہے جو ایمان، علم اور عقل کو متوازن طور پر اپنائے۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"[65]

یعنی: "ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کے نفوس میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ بے شک وہ (قرآن) ہی حق ہے۔"

یہ آیت اس فکری توازن کو ظاہر کرتی ہے کہ سائنسی حقائق درحقیقت وحی کی سچائی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ ابن عاشور اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہر زمانے میں نئے نئے علوم وانکشافات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں جو انسان کو وحی کی سچائی تک لے جاتی ہیں۔"[66]

سائنسی اعجاز سے پیدا ہونے والے اعتقادی اثرات میں سب سے اہم پہلو ایمان کی تجدید اور مضبوطی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں متعدد مقامات پر ایسے اشارات ملتے ہیں جو آج کے سائنسی معیارات سے ہم آہنگ پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء."[67]

یعنی: "اللہ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی مگر اس کا علاج بھی اتارا ہے۔"

یہ حدیث جدید میڈیکل ریسرچ میں ہونے والی مسلسل دریافتوں کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ کائنات میں ہر بیماری کے لیے کوئی نہ کوئی علاج ممکن ہے۔ امام ابن قیمؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یہ حدیث طبّی سائنس کے اصولی قاعدہ کی حیثیت رکھتی ہے، کہ ہر مرض کے لیے قدرت نے کوئی شفا ضرور رکھی ہے۔"[68]

تاہم سائنسی اعجاز کا غلط یا بے جا استعمال بعض اوقات اعتقادی خلط ملط یا علمیت کی سطحی تعبیر کا سبب بن سکتا ہے۔ اس ضمن میں معتدل فکری رویہ اپنانا ضروری ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"سائنس کی روشنی میں قرآن یا حدیث کی تفسیر کرتے وقت ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ سائنسی نظریات تغیر پذیر ہیں، جبکہ قرآن وسنت کا پیغام ابدی ہے۔"[69]

سائنس کے ذریعے وحی کی تصدیق انسانی عقل کو سکون اور قلب کو یقین فراہم کرتی ہے، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وحی کو سائنسی اصولوں کا تابع نہ بنایا جائے، بلکہ سائنس کو وحی کے افق سے دیکھ کر اس کی تحدید اور رہنمائی کی جائے۔

مابعد الطبیعیات اور سائنسی تعبیرات کی حد بندی: علوم عقلیہ اور نقلیہ کی بین السطور تفریق

حدیثِ نبوی ﷺ کو سائنسی تناظر میں سمجھنے کی کوشش جہاں علم کی نئی راہیں کھولتی ہے، وہیں یہ سوال بھی جنم دیتی ہے کہ کیا ہر سائنسی نظریہ کو وحی کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے؟ یا سائنسی تعبیرات کی کوئی حد بندی ہونی چاہیے؟ یہاں مابعد الطبیعیاتی اصول، جیسے خدا، روح، وحی اور آخرت جیسے موضوعات، سائنس کی تجرباتی

---

[65] حم السجدۃ، 41:53

[66] ابن عاشور، التحریر والتنویر، دار سحنون، 1997، جلد 25، صفحہ 122

[67] صحیح بخاری، کتاب الطب، حدیث 5678

[68] ابن قیم الجوزیہ، زاد المعاد، دار الرسالۃ، 2000، جلد 4، صفحہ 31

[69] محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ معارف القرآن، 2004، جلد 6، صفحہ 515

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

حدود سے ماوراہیں، اور ان کو سائنسی پیمانوں پر پرکھنا نہ صرف علمی بے انصافی ہے بلکہ اعتقادی پیچیدگی بھی۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ایسے امور کا ذکر کیا ہے جو سائنسی دائرے سے باہر ہیں:

"وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا"[70]

یعنی: "آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علم میں تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔"

یہ آیت اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مابعد الطبیعیاتی حقائق انسانی علم کی پہنچ سے باہر ہیں، اور ان پر سائنس کی گرفت ممکن نہیں۔ امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"روح کا علم اللہ ہی کو ہے، عقل اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی، کیونکہ وہ عالمِ امر سے ہے، نہ کہ عالمِ خلق سے۔"[71]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تفكروا في خلق الله ولا تفكروا في الله فإنكم لن تقدروا قدره."[72]

یعنی: "اللہ کی مخلوق میں غور کرو، اللہ کی ذات میں نہیں، کیونکہ تم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔"

یہ حدیث نہ صرف مابعد الطبیعیاتی حقائق کے فہم کی محدودیت بیان کرتی ہے بلکہ سائنس کے لیے بھی ایک فکری حد متعین کرتی ہے کہ وہ صرف مخلوق (طبیعی دنیا) تک محدود رہ سکتی ہے، خالق اور غیب کے مسائل اس کے دائرے سے باہر ہیں۔

اس موضوع پر ڈاکٹر زغلول نجار لکھتے ہیں:

"سائنس، مابعد الطبیعیاتی حقائق کا احاطہ نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ صرف محسوس اور قابلِ تجربہ اشیاء پر ہی تحقیق کر سکتی ہے، جبکہ دین ہمیں ان حقائق کی خبر دیتا ہے جو انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہیں۔"[73]

پس سائنسی تعبیرات کے دائرے کو اس کی حدود میں رکھنا نہایت اہم ہے، تاکہ نہ دین کے عقائد کو تجرباتی سائنس کی بنیاد پر بدلنے کی کوشش کی جائے، اور نہ سائنس کو دینی مطلقات کی جگہ دی جائے۔ عقلی و نقلی علوم کا امتزاج اس وقت ممکن ہے جب دونوں کی ماہیت اور حدود کو مدنظر رکھا جائے۔

حدیث اور سائنس کی ہم آہنگی کے اصول: ایک علمی و اصولی تجزیہ

جدید سائنسی دریافتوں کے تناظر میں حدیثِ نبوی ﷺ کی تشریحات اور تعبیرات ایک نہایت نازک مگر اہم موضوع ہے، جو صرف اس وقت سودمند اور معتبر ہو سکتی ہیں جب ان کا تعلق مضبوط اصولوں اور علمی ضوابط سے استوار ہو۔ اس سلسلے میں بنیادی اصول یہی ہے کہ حدیث کو سائنس کے تابع نہیں بلکہ سائنس کو حدیث کی روشنی میں سمجھا جائے، تاکہ ایمان اور علم کے درمیان ایک متوازن رشتہ قائم رہے۔

قرآن کریم نے اس توازن کو یوں بیان کیا:

"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"[74]

"عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں آفاق میں اور ان کے نفسوں میں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ بے شک وہی (قرآن) حق ہے۔"

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ کائنات میں پھیلی نشانیاں درحقیقت وحیِ الٰہی کی صداقت کی تصدیق کرتی ہیں۔ لہٰذا، جب کوئی سائنسی دریافت کسی حدیث کے مفہوم سے ہم آہنگ ہو تو اسے دلیلِ تائیدی (corroborative evidence) کے طور پر لیا جا سکتا ہے، مگر بنیاد صرف سائنسی نتائج پر رکھنا خطرناک ہو سکتا ہے، کیونکہ سائنسی نظریات بدلتے رہتے ہیں، جبکہ حدیث ایک قطعی المصدر وحی کی تشریحی صورت ہے۔ امام ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[70] بنی اسرائیل، 17:85

[71] فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی، 1990، جلد 21، صفحہ 71

[72] بیہقی، شعب الایمان، حدیث 447

[73] زغلول نجار، الاعجاز العلمی فی السنہ النبویۃ، دار المنار، 2006، صفحہ 91

[74] حم السجدہ، 41:53

"الشرع لا يأتي بما تحيله العقول، بل يأتي بما تحار فيه العقول"[75]

"شریعت ایسی کوئی بات نہیں لاتی جو عقل کے لیے محال ہو، بلکہ وہ ایسی بات لاتی ہے جس میں عقل حیران رہ جاتی ہے۔"

یہ اقتباس ہمیں یاد دلاتا ہے کہ حدیث کی سچائی عقل کی نفی نہیں بلکہ اس کی بالادستی ہے۔ چنانچہ، سائنسی اصولوں کے ساتھ حدیث کے معانی تلاش کرنے میں ہمیں درج ذیل ضوابط کی پابندی لازم ہے:

1. حدیث کی صحت (Authenticity) کا مکمل اطمینان ہو، یعنی صحیح یا حسن درجے کی ہو۔
2. حدیث کا مفہوم سلیم العقل ہو اور دیگر نصوصِ شریعت سے متصادم نہ ہو۔
3. سائنسی نظریہ حتمی (Established Fact) ہو، نہ کہ مفروضہ (Hypothesis) یا قیاس۔
4. تعبیر میں تاویل کے تقاضے اور مجاز و حقیقت کی تمیز کا لحاظ رکھا جائے۔

لہٰذا، سائنسی دریافت کو حدیث پر منطبق کرتے وقت، ہمیں چاہیے کہ نہ تو حدیث کا اصل سیاق و سباق مسخ کریں، اور نہ ہی سائنسی مفروضوں کو الہامی درجے پر فائز کریں۔ اس طرزِ فکر سے نہ صرف حدیث کا تقدس برقرار رہتا ہے بلکہ علمِ جدید کی حدود کا شعور بھی پیدا ہوتا ہے۔

تعبیرات میں حدود اور معیار کا تعین: ایک محدثانہ و سائنسی مکالمہ

سائنسی تعبیرات کی دنیا میں جب ہم احادیث کی روشنی میں معانی تلاش کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ لازم ہے کہ ہم حدود کا تعین کریں، تاکہ نہ علمی انارکی پیدا ہو اور نہ دین کی بنیادیں متزلزل ہوں۔ تعبیرات میں اعتدال اور معیار کا قیام اس وقت ممکن ہوتا ہے جب اصولِ تاویل، اصولِ حدیث، اور سائنسی منہج کے درمیان ایک بامعنی مکالمہ قائم کیا جائے۔

حدیث کے معنی متعین کرنے میں سب سے پہلا معیار سیاقِ حدیث (context) ہوتا ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"من تمام الفهم في الحديث النظر في سَبَبِه، ومآله، وسياقه، وجمع رواياته."[76]

"کسی حدیث کی مکمل تفہیم کا دار و مدار اس کے سبب، نتیجے، سیاق و سباق اور تمام روایات کو یکجا دیکھنے پر ہے۔"

جب سائنسی معنی اخذ کیے جاتے ہیں تو ان اصولوں سے انحراف کرنا حدیث کی معنوی تحریف کے مترادف ہوتا ہے۔ اس لیے تعبیر کی چند متعین حدود یوں ہیں:

- تعبیر متفق علیہ اصولوں کے مطابق ہو، یعنی شریعت کے قطعیات سے متصادم نہ ہو۔
- تعبیر ایسی نہ ہو جو نص کے ظاہر کو باطل قرار دے یا اس کی تاویل غیر منطقی ہو۔
- اگر سائنسی مفہوم محض احتمالی ہے، تو اسے عقیدہ یا قطعی حقیقت کی صورت میں بیان نہ کیا جائے۔

قرآن کریم خود اپنے فہم کے لیے دو متقابل اقسام کی آیات کی نشاندہی کرتا ہے:

"مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ"[77]

"اس میں کچھ آیات محکم ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں، اور کچھ متشابہ ہیں۔"

امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

"فلا يجوز حمل المتشابه على المحامل البعيدة حتى تثبت دلالته القطعية."[78]

"متشابہ آیت کو دور کی تاویل پر محمول کرنا جائز نہیں جب تک قطعی دلالت ثابت نہ ہو جائے۔"

---

[75] ابن قیم، مفتاح دار السعادۃ، دار ابن الجوزی، 2003، جلد 2، صفحہ 126

[76] نووی، شرح صحیح مسلم، دار احیاء التراث، جلد 1، صفحہ 15

[77] آل عمران، 3:7

[78] رازی، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی، 1990، جلد 8، صفحہ 123

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسی اصول کو احادیث پر منطبق کرنے سے تعبیرات میں اعتدال آتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ سائنس کی روشنی میں کسی حدیث کو صرف اس وقت نئی تعبیر دی جائے جب وہ دینی و سائنسی اصولوں سے مکمل ہم آہنگ ہو اور اس کی دلالت، سیاق و سباق، اور دیگر نصوص سے تطابق رکھتی ہو۔

عصر حاضر کے محققین کے لیے رہنما اصول: سنت اور سائنس میں توازن کا منہج

عصر حاضر کے علمی ماحول میں جب علم جدید تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور سائنس نت نئی دریافتیں سامنے لا رہی ہے، تو ایک محقق پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان علوم کے ساتھ تعامل کرتے ہوئے دینی نصوص، بالخصوص احادیث، کا فہم اعتدال، تحقیق اور محدثانہ بصیرت کے ساتھ کرے۔ اس کے لیے چند علمی اصول اور رہنما خطوط کی ضرورت ہے، جو تحقیق کو نہ صرف معیاری بنائیں بلکہ دینی استناد سے بھی وابستہ رکھیں۔

پہلا اصول نیت کی خلوص ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إنما الأعمال بالنيات"[79]

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

دینی متون میں سائنسی تاویل یا تطبیق کرتے وقت محقق کو یہ نیت رکھنی چاہیے کہ وہ دین کی خدمت کر رہا ہے، نہ کہ سائنسی نظریات کو ثابت کرنے کے لیے دین کو آلہ بنانا چاہتا ہے۔ دوسرے اہم اصول مراجع کا تنوع اور تحقیقی دیانت ہے۔ صرف مستند تفاسیر، شروحات حدیث، اور سائنسی جرائد کو استعمال کرنا ہی علمی دیانت کو قائم رکھتا ہے۔ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

"من شرط المجتهد أن يكون عارفاً بمواقع النظر، وفهم دلالات الألفاظ، ومقاصد الشريعة."[80]

"مجتہد کے لیے لازم ہے کہ وہ نظر کے مقامات، الفاظ کی دلالتوں، اور شریعت کے مقاصد سے واقف ہو۔"

تیسرا اصول یہ ہے کہ محقق سائنس کو معاون علم کی حیثیت دے، نہ کہ حاکم یا اصل معیار کی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا"[81]

"تمہیں علم میں سے بہت تھوڑا ہی دیا گیا ہے۔"

یہ آیت سائنسی علم کی محدودیت پر دلالت کرتی ہے۔ اس لیے ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر سائنسی تعبیر کو حتمی سچائی نہ سمجھے، بلکہ دینی نصوص کی روشنی میں اس کا احتیاط سے جائزہ لے۔ یہ رہنما اصول آج کے اسلامی مفکرین، سائنس دانوں، اور حدیث کے محققین کے لیے ایک مشترکہ علمی و فکری بنیاد فراہم کرتے ہیں، جس پر وہ دین اور سائنس کے درمیان بامعنی مکالمہ قائم کر سکتے ہیں، جو نہ صرف علمی دیانت کا مظہر ہو گا بلکہ اسلامی فکر کی پختگی کا بھی ثبوت ہو گا۔

نتائج

1. احادیثِ نبویہ میں سائنسی اشارات کی موجودگی اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلام کا علمی ورثہ انسانی عقل کی رہنمائی کے لیے محض روحانی نہیں بلکہ عقلی و فکری بنیاد بھی رکھتا ہے۔
2. جدید سائنسی علوم کی روشنی میں بعض احادیث کی تاویلات اس بات کی غماز ہیں کہ دینی متون میں موجود اشارات کا دائرہ محض زمانی و مکانی حالات تک محدود نہیں، بلکہ ان کی تعبیر میں وسعت اور جدت ممکن ہے، بشرطیکہ اصولِ حدیث کی روشنی میں ہو۔
3. بعض سائنس پرست علما اور مستشرقین نے احادیث میں سائنسی اعجاز کی مبالغہ آمیز تاویلات کر کے علمی توازن کو نقصان پہنچایا ہے، جس سے حدیث کی اصل روح اور دین کا اعتدال متاثر ہوا۔

---

79 بخاری، الصحیح، دار طوق النجاۃ، 2001، حدیث 1

80 شاطبیؒ، الموافقات، دار ابن عفان، 1997، جلد 4، صفحہ 256

81 الإسراء، 17:85

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

4. حدیث اور سائنس کے باہمی تعلق میں عقلی و نقلی دلائل کا توازن قائم رکھنا ضروری ہے تاکہ نہ سائنسی نظریات کو دین پر مسلط کیا جائے اور نہ دینی نصوص کو سائنسی اصولوں کے تابع بنا دیا جائے۔
5. مابعدالطبیعیات اور تجرباتی سائنس کے دائرہ کار کی تفریق کرتے ہوئے سائنسی تعبیرات کی حدود متعین کرنا ایک ضروری علمی فریضہ ہے تاکہ غیر مستند سائنسی تعبیرات سے حدیث کی حرمت محفوظ رہے۔
6. عصرِ حاضر میں احادیث کی سائنسی تعبیر کے رجحان نے علمی و فکری بیداری پیدا کی ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ حدیث فہمی کے اصولوں کی از سر نو تعلیم و تفہیم کی ضرورت کو بھی اجاگر کیا ہے۔
7. سائنسی اعجاز کو صرف دعوتی یا تبلیغی مقصد کے لیے استعمال کیا جائے نہ کہ اس کو دین کا مستقل علمی معیار بنایا جائے، جیسا کہ کئی غیر محتاط رویوں میں دیکھا گیا ہے۔
8. احادیث کے سائنسی اعجاز پر تحقیق کے لیے اصولِ حدیث، اصولِ تفسیر اور فلسفۂ سائنس کے ماہرین کے باہمی اشتراک کی ضرورت ہے تاکہ اعتدال، توازن اور صحتِ تعبیر قائم رہ سکے۔
9. قرآن و حدیث کی نصوص کو سائنسی تھیوریز سے مشروط کرنے کے بجائے ان میں موجود فکری اور ایمانی رہنمائی کو ترجیح دینا چاہیے تاکہ ایمان و علم کا امتزاج برقرار رہے۔
10. اسلامی علمی روایت میں سائنسی فکر کی جڑیں گہری ہیں اور احادیثِ نبویہ اس روایت کی فکری اساس فراہم کرتی ہیں، جس سے مسلم دنیا کو آج بھی رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔

سفارشات

1. حدیث اور سائنسی تعبیر کے مابین توازن قائم رکھنے کے لیے مشترکہ علمی فورمز قائم کیے جائیں جہاں محدثین، سائنس دان، اور فلسفۂ علم کے ماہرین باہمی تبادلۂ خیال کر سکیں۔
2. دینی مدارس اور جامعات میں "حدیث و سائنس" کے باہمی تعلق پر بین العلومی (interdisciplinary) کورسز متعارف کروائے جائیں تاکہ طلبا کو دونوں علوم کی اصولی اور تنقیدی فہم حاصل ہو۔
3. سائنسی اعجاز کے نام پر احادیث کی غیر ذمہ دارانہ تاویلات سے اجتناب کیا جائے اور صرف وہی تعبیرات پیش کی جائیں جو اصولِ حدیث، علمِ رجال اور متونِ حدیث کی روشنی میں درست اور معتبر ہوں۔
4. احادیث میں مذکور طبعی یا کائناتی حقائق کی سائنسی تحقیق کے لیے باقاعدہ ریسرچ سینٹرز قائم کیے جائیں جو اسلامی عقائد کو سائنسی افق سے ہم آہنگ انداز میں دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔
5. عصرِ حاضر کے محققین کو سائنسی تعبیرات کے ساتھ ساتھ احادیث کے اصل مقصد یعنی ہدایت، تزکیہ اور اخلاق کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے تاکہ توازن و اعتدال برقرار رہے۔
6. مسلمان اسکالرز کو چاہیے کہ وہ سائنسی تھیوریز کو حرفِ آخر نہ سمجھیں اور انہیں دین کے معیارات پر پرکھیں، تاکہ دین کو سائنسی مفروضات کے تابع نہ بنا دیا جائے۔
7. احادیثِ نبویہ پر سائنسی تعبیر کرنے سے پہلے ان کی صحت، سیاق و سباق، اور فقہی و تفسیری پس منظر کا مکمل مطالعہ کیا جائے تاکہ سائنسی تشریحات اصولِ علم سے ہم آہنگ ہوں۔
8. نوجوان نسل کو حدیثِ نبوی کے علمی و سائنسی اعجاز سے روشناس کروانے کے لیے اردو اور انگریزی زبان میں معیاری اور تحقیقی کتب شائع کی جائیں جو دعوت و تبلیغ کے جدید اسلوب پر مبنی ہوں۔
9. میڈیا اور سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی غیر مصدقہ "سائنسی احادیث" کی تصحیح کے لیے علماء کرام اور ماہرینِ حدیث ایک علمی مہم کا آغاز کریں تاکہ عوام الناس کو درست فہم حاصل ہو۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

10. احادیث کی سائنسی تعبیر کو محض معجزاتی طور پر پیش کرنے کے بجائے ایک فکری اور تحقیقی زاویے سے دیکھا جائے تاکہ اسلام کو ایک زندہ، عقلی اور سائنسی مذہب کے طور پر پیش کیا جا سکے۔

خلاصہ

حدیثِ نبوی اور جدید سائنس کے باہمی تعلق پر اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث محض روحانی یا اخلاقی تعلیمات تک محدود نہیں بلکہ ان میں ایسے اشارے اور علمی نکات بھی موجود ہیں جو سائنسی تحقیق کے جدید زاویوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اس مطالعے سے یہ امر اجاگر ہوا کہ بعض احادیث میں مذکور حقائق بعد ازاں سائنسی دریافتوں سے ہم آہنگ ثابت ہوئے، جو نہ صرف سنتِ نبوی کی صداقت پر دلیل فراہم کرتے ہیں بلکہ انسان کی فکری رہنمائی میں بھی معاون ہیں۔ تاہم یہ بات بھی واضح ہوئی کہ ہر سائنسی نظریے کو حدیث سے جوڑنے کی کوشش اگر تحقیق اور اصولِ حدیث کی روشنی کے بغیر کی جائے تو وہ دین اور سائنس دونوں کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ مطالعے کے نتائج اور سفارشات سے معلوم ہوتا ہے کہ علما، محققین اور سائنسی ماہرین کے درمیان مکالمے کو فروغ دینا اور اس موضوع پر بین العلومی تحقیق کو اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف دینی و سائنسی ہم آہنگی کو فروغ ملے گا بلکہ اسلام کو ایک متوازن، سائنسی و روحانی پیغام دینے والے مذہب کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے گا۔

مصادر و مراجع

1. ابن خلدون۔ المقدمۃ۔ بیروت: دار الفکر، 2004۔
2. الشاطبیؒ، ابو اسحاق۔ الموافقات فی اصول الشریعہ۔ بیروت: دار المعرفۃ، 2005۔
3. صحیح البخاری۔ الجامع الصحیح۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1987۔
4. البیہقی، احمد بن حسین۔ شعب الإیمان۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990۔
5. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث۔ السنن۔ بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009۔
6. سنن ابن ماجہ۔ السنن۔ بیروت: دار الرسالۃ، 2009۔
7. البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الادب المفرد۔ ریاض: مکتبۃ المعارف، 1995۔
8. القرضاوی، یوسف۔ الاجتہاد فی الشریعۃ الإسلامیۃ: معالم وضوابط۔ دمشق: دار القلم، 2003۔
9. منصوری، محمد طاہر۔ جدید طبّی مسائل اور اسلامی فقہ۔ لاہور: ادارہ تحقیق و اصلاح، 2010۔
10. الشافعی، محمد بن إدریس۔ الرسالۃ۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1973۔
11. مالک بن انس۔ الموطأ۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1985۔
12. ابن عابدین، محمد امین۔ رد المحتار علی الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر، 1992۔
13. الغزالی، ابو حامد محمد۔ المستصفی من علم الأصول۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1993۔
14. سرخسی، محمد بن احمد۔ أصول السرخي۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1997۔
15. قرافی، احمد بن ادریس۔ الفروق۔ بیروت: عالم الکتب، 1998۔
16. مسلم، امام مسلم بن الحجاج۔ الصحیح۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1991۔
17. القرضاوی، یوسف۔ فقہ الحیاۃ۔ قاہرہ: دار الشروق، 2003۔
18. رازی، فخر الدین۔ التفسیر الکبیر۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1990۔
19. شاہین، عبد الصبور۔ خلق الإنسان بین الطب والقرآن۔ دمشق: دار القلم، 1996۔
20. القرضاوی، یوسف۔ الحلال والحرام فی الاسلام۔ دمشق: دار القلم، 2006۔
21. الفوزان، صالح۔ البیان لأخطاء بعض الکتّاب۔ ریاض: دار الوطن، 1999۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

22. الغزالی، ابو حامد۔ احیاء علوم الدین۔ بیروت: دار المعرفة، 2005۔
23. اقبال، محمد۔ تجدید فکریاتِ اسلام۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1990۔

Bibliography

1. Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail. Sahih al-Bukhari. Beirut: Dar Ibn Kathir, 1987.
2. Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail. Al-Adab al-Mufrad. Riyadh: Maktabat al-Ma'arif, 1995.
3. Al-Ghazali, Abu Hamid. Al-Mustasfa min Ilm al-Usul. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1993.
4. Al-Ghazali, Abu Hamid. Ihya Ulum al-Din. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 2005.
5. Al-Qaradawi, Yusuf. Al-Ijtihad fi al-Shari'ah al-Islamiyyah: Ma'alim wa Dawaabit. Damascus: Dar al-Qalam, 2003.
6. Al-Qaradawi, Yusuf. Al-Halal wal-Haram fi al-Islam. Damascus: Dar al-Qalam, 2006.
7. Al-Qaradawi, Yusuf. Fiqh al-Hayat. Cairo: Dar al-Shuruq, 2003.
8. Al-Razi, Fakhr al-Din. Al-Tafsir al-Kabir. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1990.
9. Al-Sarakhsi, Muhammad ibn Ahmad. Usul al-Sarakhsi. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1997.
10. Al-Shafi'i, Muhammad ibn Idris. Al-Risalah. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1973.
11. Al-Shatibi, Abu Ishaq. Al-Muwafaqat fi Usul al-Shari'ah. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 2005.
12. Al-Shatibi, Abu Ishaq. Al-Muwafaqat fi Usul al-Shari'ah. Dammam: Dar Ibn Affan, 1997.
13. Al-Zurqani, Muhammad ibn Abd al-Baqi. Sharh al-Muwatta'. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1985.
14. Ibn 'Abidin, Muhammad Amin. Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar. Beirut: Dar al-Fikr, 1992.
15. Ibn Khaldun, Abd al-Rahman. Al-Muqaddimah. Beirut: Dar al-Fikr, 2004.
16. Ibn Majah. Sunan Ibn Majah. Beirut: Dar al-Risalah, 2009.
17. Imam Malik. Al-Muwatta'. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1985.
18. Imam Malik. Al-Muwatta'. Damascus: Dar al-Qalam, 2005.
19. Imam Muslim. Sahih Muslim. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1991.
20. Mansoori, Muhammad Tahir. Jadeed Tibbi Masail aur Islami Fiqh. Lahore: Idarah Tahqiq wa Islah, 2010.
21. al-Bayhaqi, Ahmad ibn Husayn. Shu'ab al-Iman. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1990.
22. al-Fawzan, Saleh. Al-Bayan li Akhta' Ba'd al-Kuttab. Riyadh: Dar al-Watan, 1999.
23. Shahin, Abd al-Sabur. Khalq al-Insan Bayna al-Tibb wal-Qur'an. Damascus: Dar al-Qalam, 1996.
24. Muhammad Iqbal. Tajdid Fikriyat-e-Islam. Lahore: Idara Saqafat-e-Islamiya, 1990.